تعمیر حیات

شعبۂ
تعمیر و ترقی
دارالعلوم ندوۃ العلماء
لکھنؤ

۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء

چندہ سالانہ آٹھ روپیہ قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

قرآن کا پیام

(از مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ○

تمہارے اوپر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں رہتی ہیں اور جو تمہاری ان بیبیوں سے ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہو لیکن اگر ابھی تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور جو بیٹے تمہاری نسل سے ہوں ان کی بیبیاں اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو یکجا کرو مگر ہاں جو ہو چکا وہ ہو چکا، بے شک اللہ بخشنے والا ہے، بڑا مہربان ہے۔

روم نے جو غلطیاں نزول حکم سے قبل ہو چکیں، ان پر وہ گرفت نہیں کرتا ان پر وہ خط عفو کھینچ دیتا ہے۔

قرآن مجید نے یہاں ایک مفصل فہرست دے کر بتا دیا کہ ان عورتوں سے متعلقاً یا فلاں فلاں صورتوں میں نکاح حرام ہے اور یہ فہرست محرمات قرآن مجید کی کاملیت کے دلائل میں سے ایک قوی دلیل ہے۔ موجودہ انجیل اور خدا معلوم کتنی نام نہاد آسمانی کتابوں میں تعلیم کا یہ ورق سرے سے سادہ ہی چھوڑ گیا ہے اور ان کے پیرو اس باب میں صاف و واضح تعلیم سے محروم ہیں۔

اُمّھٰتکم ۔ تمہاری مائیں اور اسی طرح ماں کی ماں دادیاں، نانیاں وغیرہ۔

اخواتکم ۔ اس میں حقیقی کے علاوہ سوتیلی بہنیں بھی آگئیں۔

عمّٰتکم ۔ اس باب میں باپ کی اور اوپر کے دادا پر دادا کی بہنیں آگئیں۔

خٰلٰتکم ۔ اس میں ماں اور ماں سے اوپر والوں کی بہنیں آگئیں۔

بنٰت الاخ ۔ یعنی سگی اور سوتیلی بھتیجیاں۔

بنٰت الاخت ۔ یعنی سگی اور سوتیلی بھانجیاں نیچے تک وغیرہ۔

امھٰتکم التی ارضعنکم ۔ خیال کر کے دیکھ لیا جائے کہ قرآن مجید دودھ پلائیوں کو ماں کے لقب سے یاد کر رہا ہے۔ کیا حد ہے رعایت حقوق کی!

اخوٰتکم من الرضاعۃ ۔ رضاعت کے اوقات گو مختلف ہوں مگر دودھ ہو ایک ہی ماں کا۔

اُمّھٰت نسائکم ۔ اس میں بی بی کی نانیاں دادیاں وغیرہ سبھی آگئیں۔ ان کی حرمت محض عقد سے لازم آجاتی ہے۔

ربائبکم ۔ اس میں بیوی کی بیٹیوں کے علاوہ نواسیاں وغیرہ بھی آگئیں۔

فی حجورکم ۔ لفظی معنی ہیں کہ "تمہاری گودوں میں ہوں" مراد ہے تمہاری تربیت پرورش میں ہونا یہ محض عام عادت و عرف کا بیان ہے کوئی شرط نہیں۔

من نسائکم التی دخلتم بھن ۔ یعنی ماں سے مجرد نکاح اس کی بیٹی کی حرمت کے لئے کافی نہیں۔ حرمت کے لئے ماں سے صحبت کا ہو چکا ضروری ہے۔

دخلتم بھن ۔ اصلاً کنایہ تو صرف صحبت سے ہے۔ لیکن حنفیہ نے مس شہوانی اور بوس و کنار کو بھی اسی حکم میں داخل کیا ہے اور امام مالکؒ و امام شافعیؒ اور بہت سے ائمہ فقہ اس میں حنفیہ کے ہمراہ ہیں۔

حنفیہ و اکثر نے علاوہ لمس شہوانی نظر کو بھی سبب تحریم قرار دیا ہے۔

فلا جناح علیکم ۔ یعنی ایسی غیر مدخولہ بی بیوں کی بیٹی سے نکاح کر لینے میں مضائقہ نہیں۔

من اصلابکم ۔ یہ صلب یا نسل کی قید اس لئے لگا دی کہ منہ بولے یا محض متبنیٰ بنے ہوئے بیٹوں کی بیبیاں اس میں داخل نہ ہو جائیں جیسا کہ عرب جاہلیت میں دستور تھا۔

ان تجمعوا بین الاختین ۔ بہنیں خواہ حقیقی ہوں یا رضاعی، ان کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

جو آسمانی کتابوں کے صحیفے ان ضروری تعلیمی ہدایتوں سے خالی ہیں، وہ خود اپنی جگہ انصاف کریں کہ وہ عالمگیر اور آفاقی مذہب کا سرچشمہ ہونے کے کہاں تک قابل ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک شخص نے درخواست کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں کچھ بتلائیے آپ نے کہا کان خلقہ القرآن۔ آپ کے اخلاق سراپا قرآن تھے۔

تعمیر حیات لکھنؤ

شعبہ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد (۱۰)
شمارہ (۱۲)

چندہ
سالانہ ۸ روپئے
ششماہی ۴ روپئے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سیلابِ رنگ و نور

؎ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ایک عام شخص [illegible] شریف اور متوسط طبقہ کے انسان کو روزمرہ زندگی میں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ٹوپی اور پاپوش۔ سر اور پیر کی ان دو ضرورتوں کی قیمتوں میں خاصا فرق ہوتا ہے ہم جو ٹوپی استعمال کرتے ہیں وہ پاپوش سے کہیں ارزاں ہوتی ہے مگر قیمتوں کے اس تفاوت اور بین فرق کے باوجود کوئی صاحب آج تک ہمیں ایسے نظر نہیں آئے کہ انھوں نے قیمت کی کمی بیشی کے اعتبار سے ان دو چیزوں کے محل استعمال میں فرق کیا ہو کہ پاپوش قیمتی تھی اس لئے سر پر باندھ لیا ہو اور ٹوپی ارزاں تھی لہذا اسے پیر میں پہن لیا ہو ــــــ اگر کوئی ذات شریف اس ہیئت میں نظر آئے تو ہمیں ان کے عقل و ہوش پر یقیناً شبہ ہوگا اور کم درجہ میں ہم ان کے مقام کا اس طرح تعین کریں گے کہ یہ بیچارے خلل دماغ کا شکار ہیں ان کا کہیں علاج ضروری ہے۔

گر یہ بات انفرادی زندگی میں حیرت، تعجب، مضحکہ اور استہزاء کا باعث بنتی ہے یا علاج کی محتاج سمجھی جاتی ہے اجتماعی زندگی میں اسی نوعیت کے واقعات قابل تقلید لائق تحسین یا کم از کم جمہور افراد کے لئے قابل اعتنا بن جاتے ہیں۔

ہماری اجتماعی زندگی میں مقدس شخصیت یا بابرکت یوم "ڈے شب" سے استفادہ و افادہ کے تعلق سے ہم ایسا ہی برعکس معاملہ کرتے ہیں جیسا کہ درج بالا مثال میں ایک مجنون وہ شخص ٹوپی اور پاپوش سے کرتا ہے۔

اسلامی شریعت نے جائز اور ناجائز، حرام اور حلال واضح طور پر اور صاف صاف بیان کیا ہے حلال شئے کو حرام سمجھنا، جاہلی رسوم، اسراف بیجا، نمود و نمائش، غیر ضروری شان و شوکت کا مظاہرہ، فرائض و واجبات سے غفلت، مرد و زن کا اختلاط وغیرہ غرض کہ ان باتوں کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہاں اگر کوئی جیسا کہ گمراہ کن، غلط اور خلاف شریعت امور کو کسی مقدس شخصیت کی یوم پیدائش یا یوم شہادت سے منسوب کرکے یا کسی بابرکت یوم "(یوم Day) اور شب" [illegible]

کو منانے کے لئے انجام دیتا ہے اور پھر یہ تصور رکھتا ہے کہ وہ ثواب اور اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کا بھی متوقع ہو تو عقل و شعور کے اعتبار سے اس مخبوط الحواس اور فاتر العقل شخص سے بھی گیا گزرا ہے جو پاپوش کو سر پر رکھے اور ٹوپی پیر میں پہنے۔ جوتے کا قیمتی ہونا جس طرح اسے ٹوپی کا مقام نہیں بخشتا بعینہ کسی غلط رسم اور ناجائز عمل کو کسی مقدس ذات سے منسوب کرکے جائز اور قابل تحسین قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ناجائز بہرحال ناجائز ہے چاہے وہ بیت اللہ میں بیٹھ کر یا روضۂ اطہر کے سائے میں عشق خدا اور محبت رسول ﷺ میں ڈوب کر کیا جائے۔ یہ نہیں کسی غلط چیز کو صحیح کا درجہ نہیں دے سکتا۔

وہ ملت جسے دو عیدیں دی گئی تھیں الگ الگ جن میں اپنے منظر اور خاص پیام و تربیت کے جداگانہ [illegible] لت نے جذبۂ تفریح و تسکین ذوق کی خاطر اس فہرست میں خاصہ اضافہ کر دیا۔ سال بھر میں کئی یوم و شب ایسے آتے ہیں جسے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ بہت اہتمام سے مناتا ہے اس قسم کے یوم و شب کے منانے کا انداز بدقسمتی سے ویسا ہی ہوتا ہے جسے ہم نے اوپر کی مثال سے واضح کیا ہے۔

اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم سے ہوتا ہے اسی ماہ میں سانحہ کربلا پیش آیا۔ اس واقعہ کا تعلق سیدنا حسینؓ کی شہادت سے ہے جو ایک عظیم مقصد حق و صداقت اور شریعت اسلامی کے تحفظ کے خاطر پیش آئی یہ واقعہ دراصل ہر مومن کے لئے پیام احتساب ہے کہ وہ اپنی زندگی کا جائزہ لے کر اس نے شریعت اسلامی کے تحفظ، حق و صداقت اور صلاح و تقوی کی بقا اور سربلندی کے خاطر اپنے آپ کو کس حد تک تیار کیا ہے۔ وہ ایثار و قربانی کے اس معیار کو اپنی زندگی میں پیدا کرے جس کا نمونۂ عمل حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء نے ماہ محرم میں پیش کیا ــــ مگر اس واقعہ کی یاد منانے والوں اور حضرت حسینؓ کی محبت کا دم بھرنے والوں کو ان کے مقصد عظیم کا احساس تک بیدار رہتا بلکہ وہ انکی یاد اور عشق کے بہانے ہر وہ حرکت کر گزرتے ہیں جن کا عام اسلامی اخلاق میں بھی کوئی جواز نہیں۔ رسومات محرم میں ہر وہ عمل کیا جاتا ہے جو کہ صحت حسینؓ

کی نسبت مذہبی تو کرتا ہے مگر محبت حسینؓ اس میں کہیں نہیں جھلکتی۔

ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ میں ایک ضعیف روایت کی بنا پر کہ حضور نبی کریمؐ کسی باغ میں جا کر سیر و تفریح اور نہائے دھوئے کا رواج عام ہے اس تفریح میں مرد بھی شریک ہوتے ہیں اور عجیب بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ حضورؐ کی سنت کو زندہ کرنے والے نماز فجر کا بھی اہتمام نہیں کرتے۔

شب برات یعنی نجات کی رات کو دیوالی بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی چراغاں بھی ہوتا ہے اور آتش بازی بھی اور حلوے کے بغیر اس شب کا تصور بھی ممکن نہیں۔

غرض ہمارے تمام مبارک شب و روز اپنے اصل مقصد روح کے اعتبار سے ہمارے ہاتھوں برعکس ہندوانہ رنگ کا نمونہ بن گئے ہیں۔

یہی نوعیت کی اسلامی عقیدت اور عشق رسولؐ کا ماہ ربیع الاول کو مسلمانوں نے کیا ——— دن منایا ہمارا پاک اس ذات اقدس کا جس کو لکھا گیا اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اور کیا یاد رہا سب کچھ جو حقیقی مرتبت آنحضرتؐ کی تعلیمات اور ذات کی یکسر منافی تھا جس میں اپنے آپ کو گمراہ ثابت کر اور اقوام عالم کو راہ مستقیم سے برگشتہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی گئی۔

میلاد رسولؐ کی خوشیاں منانے اور چراغاں کرنے والی قوم اس حقیقت کو یکسر فراموش کر دیتی ہے کہ ان کا یہ اظہار مسرت [illegible] کی [illegible] و تشکیک کا باعث ہے جا بجا رسوم [illegible] اسراف [illegible] بے ہودگی اور بیجائی [illegible] سے غلط [illegible] سادہ منظر ہے جو اس خیر کے پردہ میں نہیں ہو [illegible] عبادت ہے جو وفا اور محبت کے نام سے نہیں کی جاتی ——

—— اسلامی شان و شوکت اور محبت رسولؐ کا یہ عجیب و غریب مظاہرہ تھا کہ جس میں اسلام مظلوم اور اسوۂ رسولؐ اجنبی ہو کر رہ گئے۔

امسال عید میلاد النبیؐ پر تنہا لکھنؤ میں جو چراغاں کیا گیا اور آرائش ہوئی اس پر مصارف کا محض اندازہ دس لاکھ ہے۔ ایک مقامی اخبار کی رپورٹ کے مطابق [illegible] ہزار ٹیوب لائٹ اور لاکھوں قمقمے [illegible] شہر کو بقعۂ نور بنا دیا گیا تھا [illegible] ربیع الاول کی شب کو خبریں [illegible] مرکری لائٹ [illegible] کے لئے [illegible] ختم ہو گئی تو بارہ [illegible] ریڈیو [illegible] کے جلسے [illegible]

جوانا اور [illegible] سے قطع نظر اس جشن کو ہم [illegible]

کے لئے ایک چیلنج اور ایک زخم تھا پر نمک پاشی سمجھتے ہیں ——

جشن! وہ قوم منا رہی ہے جس کو جشن منانے کا کوئی استحقاق نہیں۔ جو زندگی کے ہر میدان میں اپنی آبرو کھو چکی ہے —— جو بیشمار مسائل سے دوچار ہے —— جس کا پرسنل لا خطرہ میں ہے —— جس کی بوسیدہ مسجدوں پر تالے پڑ گئے ہیں —— جس کے ہزاروں بچے یتیم اور نوجوان بے روزگار —— جس قوم کی عزت و افلاس کا یہ عالم ہے کہ اس کے لاکھوں خاندان دانے دانے کو محتاج ہیں، جن کے چولہے دو وقت آگ سے محروم رہتے ہیں —— جس قوم کی ہزاروں بیٹیاں غربت کے ہاتھوں شادی کی حسرت میں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور موت سے ہمکنار ہو رہی ہیں یا عصمت فروشی پر مجبور ——

وہ قوم جس کے ہزاروں کلمہ گو بھائی فلسطین، اریٹیریا، حبش، اسرائیل اور مختلف مقامات پر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

وہ قوم جس کے دامن سے قبلہ اول چھن گیا ——

اس قوم کے یہاں یہ جشن چراغاں ہو رہا ہے جس کے جوانوں، بچوں اور ضعیفوں کا لہو ذبیحہ سے بھی ارزاں بہہ رہا ہے۔

جس قوم کے تعلیمی اداروں اور فلاحی تنظیموں کو سرمایہ کی قلت نے موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے، وہ قوم تنہا ایک شہر میں چراغاں پر بارہ لاکھ روپے صرف کر رہی ہے ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

علاوہ بعض دیگر شہروں تمام رسوم اسی نبیؐ کی یاد میں کی جا رہی ہیں،

جس پر سلام پڑھتے وقت یہ کہا جاتا ہے کہ ؎

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ جو خود بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر جو [illegible] اور پرانے کا [illegible] تھا

حالات کا تقاضا ہے اور بے رحم زمانہ اگر ہمیں بیدار کر رہا ہے یہ کام ہے تو یہ بھی ایک خوش فہمی اور خود فریبی ہوگی کہ چند اصلاحی تقریریں اور مضامین کچھ جنبش اور اضطراب پیدا کرنے میں کامیاب ہوں [illegible] ملت کا جمود و تعصب [illegible] اسے مورخین [illegible] اور صاحب عزم [illegible] قیامت تک بیدار نہیں کر سکتے۔

اصلاح حال کی جدوجہد کامیاب ہو سکتی ہے جو محسن انسانیتؐ اور آپ کے صحابہؓ نے اختیار کی وہ یہ کہ گھر گھر کوچہ کوچہ گلی گلی مسجد و بازار مدرسہ و کالج غرض ہر مقام پر وسیع پیمانہ پر براہ راست عوامی رابطے کی مہم شروع کر کے ان خرابیوں کو دور کیا جائے جس نے ہماری جڑوں کو کھوکھلا اور ملت کو داغ داغ کر دیا ہے۔

جاہلیت اور شرک کی تحریک کی شکل میں پورے عالم میں چھپی رہی ہیں [illegible] مسجد کے گوشۂ عافیت [illegible] کے [illegible] ہوگا ——

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکے تو پھر لہو کیا ہے

جب میں نے اس کے روئے تاباں پر نگاہ ڈالی تو اس کی شان
درخشندگی ایسی تھی جیسے کسی ملکۂ ابر میں بجلی کوند رہی ہو (ابو کبیر ہذلی)

"پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ پیٹ باہر نکلا ہوا، نہ سر کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دلبستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دلفریب، قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی، میانہ قد کہ کوتاہی نظر سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر، والا قدر، رفیق ایسے کہ ہر وقت ان کے گرد و پیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔" ——— حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(زاد المعاد جلد ا ابن قیمؒ)

مشرق اوسط کے تاثرات — قسط ۳

ملک عبد اللہ سے ملاقات
اور
فلسطین سے متعلق مزید حقائق کا انکشاف

از: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی — ترجمہ: شمس الحق ندوی

افغانی بغاوت کی کہانی سید مجددی کی زبانی

شیخ مجددی نے مجھ سے ملک امان اللہ کے خلاف جو بغاوت ہوئی تھی اس کے اسباب و محرکات اور بادشاہ کے سفر یورپ اور وہاں سے واپسی کے بعد کے سیفہانہ رویہ کا نقشہ بیان کیا۔ مثلاً عورتوں کی آزادی و بے حجابی اور ان کا ایک وفد ترکی بھیجنا اور ان کی حرم سرا کا بے پردہ ہونا اور اس سے افغانی قوم میں اشتعال کا پیدا ہونا اور سید مجددی کا ملک کو کابل جانے سے پہلے ان باتوں سے آگاہ کرنا جن کا انجام دھماکہ خیز ہوگا۔ ان کو اس بات کی نصیحت کرنا کہ ملکہ جس حال میں ملک سے گئی ہیں اسی حال میں واپس آئیں اور پھر ملک کا سید کی باتوں پر کان نہ دھرنا اور ملکہ کا بے پردہ ملک میں داخل ہونا اور بادشاہ کا سید مجددی سے ترک کلام کر دینا جب کہ اس سے قبل شیخ کے گھر آکر ملتے تھے۔ اور اہل خانقاہ کے لئے جو کھانا بچتا اس میں سے بطور تبرک کچھ کھاتے تھے۔ یہاں سے بھی بڑھ کر ملک کا سید کو قید کر دینا اور بغاوت کا ہو جانا پھر شیخ کے بعض ساتھیوں کو پھانسی دینا اور شیخ کو اس شرط پر رہا کرنے کا اعلان کہ شیخ بغاوت کو ختم کرائیں اور حبیب اللہ کو سمجھائیں اور شیخ کا معذرت کر دینا کہ معاملہ ان کے ہاتھ سے نکل کر حبیب اللہ کے اقتدار میں آگیا ہے۔ جو بچہ سقہ کے نام سے مشہور ہے۔ شیخ نے پیرس سے ملک نادر خاں کے آنے اور بغاوت فرو کرنے کی آخری داستان کو بیان کیا۔ معلومات نہایت صحیح ماخذ سے حاصل ہوئیں۔ جن کا نادرہ کے مطابق حقیقت کو اس کے اس واقف کار سے زیادہ بہتر کون جان سکتا ہے۔

یہاں سے ہم لوگ مسجد اقصیٰ واپس آئے پھر میں اور برادرم عبد اللہ عباد ندوی بحیثیت داعی کے قدس کی خانقاہوں میں سے ایک خانقاہ گئے۔ ہمارے ساتھ الحاج مفتی امین الحسینی کا ایک خط تھا جب وہ خط دیا تو انہوں نے اس کو سر پر رکھا اور مفتی صاحب کی تعریف کی اور ہم لوگ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

ملک شریف حسین کی ندامت: مجددی صاحب نے ہم سے جو گفتگو کی تھی اس میں یہ بھی ایک بات تھی کہ وہ محترم مفتی صاحب کے ساتھ شریف حسین کی عیادت کو عمان گئے یہ ان کا مرض الموت تھا۔ میں محترم مفتی صاحب اور شاہ عبد اللہ بن شریف حسین کے ساتھ ان کے پاس گیا ملک کا یہ حال تھا کہ وہ فرش زمین پر بیٹھے تھے ایک بستر پر بیٹھے ہوئے تھے اور ڈاکٹر ان کے پاؤں کے پاس کھڑا تھا۔ جب ہم لوگوں کو دیکھا تو اشارہ کیا کہ مجھے بٹھا دو چنانچہ لوگوں نے ان کو اٹھایا جب چھوڑا تو بستر پر چت گر پڑے کچھ دیر بعد آواز دی عبد اللہ! انھوں نے فرمایا حاضر ہوں ابا جان۔ انہوں نے کہا کہ یہ میرے جرم کی سزا ہے تم عبرت و نصیحت حاصل کرو یہ فرمایا اور سب کی آنکھیں بھر آئیں۔ ملک عبد اللہ تو رو پڑے اور ان کے رونے کی آواز بلند ہو گئی پھر ہم نے ان کو رخصت کیا اور لوٹنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ملک عبد اللہ نے مفتی صاحب سے رکنے اور کھانا کھانے کا اصرار کیا مفتی صاحب نے بڑے اصرار سے معذرت کی اور دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ رات کا وقت تھا سخت ٹھنڈک تھی۔ میں نے ان سے نہ رکنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ ہم اپنے گھر کھانا کھائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ ملک عبد اللہ کی مہمانی میں کھانا کھائیں۔ یہ قصہ دو دفعہ ہمیں پیش آیا۔

قدس اور خلیل کے درمیان: ہم شیخ کے پاس سے لوٹے اور سید مجددی کی معیت میں ابراہیم خلیل کے نام سے موسوم شہر الخلیل کی طرف گئے راستہ میں معلوم ہوا کہ شہر قدس سے دور نہیں ہے لیکن یہودی نو آبادی نے قدس و خلیل کے راستہ کو طویل کر دیا ہے ہم لوگ پناہ گزینوں کے کیمپ سے گزرے ان کو انتہائی خستہ و برے حال میں دیکھا۔ ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت بیت اللحم سے گزرے اور خلیل کے پاس نماز پڑھی اور وہاں کے سابق مفتی اور الجمعیۃ العلمیۃ الاسلامیۃ کے رکن شیخ یوسف طہبوب کے گھر پر رکے اور چائے پی۔

مسجد خلیل میں: پھر ہم لوگ مسجد خلیل کی طرف گئے اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کی زیارت کی یہ دوسری قبر ہے جس کے ثبوت پر مدینہ منورہ کے روضۂ اطہر کے علاوہ اتفاق ہے۔

شیخ محمد علی الجعبری کے گھر: یہاں سے ہم لوگ میونسپلٹی کے چیئرمین شیخ محمد علی الجعبری کے گھر گئے اور ان کے پاس رکے عید کی مبارک باد دینے والے مسلسل ان کے پاس آتے اور تھوڑی دیر بیٹھتے صاحب خانہ کو مبارک باد دیتے اور سید مجددی کو سلام کرتے اور واپس ہو جاتے پھر دوسرا گروہ آتا۔ بہت رات گئے تک یہی ہوتا رہا۔ ملاقات کی کئی تقریبیں جمع ہو گئی تھیں جلالۃ عید، شیخ مجددی کی تشریف آوری جو خلیل میں بہت مشہور ہیں اور ان کی یاد عرس سالانہ ہوتی ہے ان دونوں باتوں کے ساتھ میونسپلٹی کے انتخاب کا قریب ہونا چنانچہ شیخ کا گھر ملنے والوں اور مبارک باد دینے والوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک جماعت آتی اور دوسری واپس جاتی ان کو چائے قہوہ چاکلیٹ و شیرینی پیش کی جاتی تھی ہم لوگوں نے رات کا کھانا کھایا اور سو گئے۔

مسجد کے بارے میں میرے تاثرات: صبح فجر کی نماز سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مسجد میں پڑھی اور وہاں اشراق کے وقت تک رہے مجھے ان کے جوار میں ان آیتوں کے پڑھنے میں لطف آیا جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اور والد اور قوم سے ان کی گفتگو اور بتوں کے توڑنے اور توحید کی دعوت دینے اور ہجرت کرنے اور ان کی مقبولیت اور کعبہ کے بنانے کا ذکر کیا ہے اور ان کے اخلاق و کردار پر روشنی ڈالی ہے مجھے شوق ہوا کہ میں ان سب کو پڑھوں اور غور کروں اور قرآن کو حالات سے تطبیق دوں میں نے ان آیتوں کے پڑھنے میں ایک نئی لذت محسوس کی اور جمعہ کے بعد اپنی تقریر میں لوگوں سے اس کی طرف اشارہ کیا میں نے ان کے سامنے تجویز رکھی کہ وہ ان آیات پر غور کریں اور ان کو جمعہ میں پڑھیں تو وہ ان

میں نے نئے سے نئے مقامات دیکھے۔

شیخ جیرلانی بیان... عمارت کی غرض سے شہر کے علماء کی ایک جماعت... کے ساتھ گئے، وہاں لوگوں نے ہمارے ساتھ اللہ کے گھر میں دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد ہم سے گفتگو کی ان کے گھر میں شہر کے بڑے بڑے... لوگ برابر آتے جاتے رہے یہ سلسلہ تقریباً العصر تک جاری رہا ہم لوگ... شہر میں چلے پھرے سیر کی یہ ایک خوبصورت اور فلسطین کے... ہیں

یہاں سے ایک مقام ہے لوگوں نے بتایا کہ وہ سطح سمندر سے چار ہزار بلندی پر ہے بلد خلیل کو امتیاز حاصل ہے کہ وہاں کی آبادی میں عیسائی بالکل نہیں ہیں۔ شہر والوں نے ایک سال پہلے سے کر دیا تھا اور شہر کو یہودیوں سے خالی کرا دیا تھا جو رہتے تھے وہ نکلنے کو آتی چلے گئے الخلیل کے رہنے والوں میں ایک رعب و دبدبہ اور شجاعت کی علامتیں ہیں جو ان کا امتیاز ہے اور اس پر ان کو فخر ہے۔ انہوں نے اس کو مقام کی خاطر محفوظ رکھا۔

۳ ... ھ مطابق ... ۱۹۵۱ء

آج اشراق کے بعد میں مسجد اقصیٰ گیا تاکہ جن دنوں کی ڈائری نامکمل ہے اس کی تکمیل کروں، مسجد جاتے ہوئے راستہ میں ایک معمر بزرگ کے پاس سے گذر ہوا، تھوڑی دیر ان کے پاس ٹھہر اور گفتگو کی۔ وہ بڑی دلچسپ گفتگو کرنے والے اور انگریزوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ دنیا کی کوئی ایسی بلا نہیں جس کا انگریزوں سے تعلق نہ ہو اگر کسی دن آپ کو معلوم ہو کہ سمندر کی مچھلیوں میں جنگ چھڑ گئی تو سمجھ جائیے کہ اس جنگ کے چھڑانے والے انگریز ہیں۔ اگر آپ میاں بیوی میں خلافت دیکھیں تو تصور کریں کہ اس کا سبب بھی انگریز ہیں۔ فلسطینی بلا شبہ یہ بات کہہ سکتے ہیں، مقدس شہروں کو اجاڑنے اور ویران کرنے شہروں کو جلا وطن کرنے اور ادھر ادھر ان کو منتشر کرنے کے اصل سبب انگریز ہی ہیں۔

ان شوڑے سے یہودیوں کو فلسطین پر مسلط کرنے کے مجرم انگریز ہی ہیں، فلسطین کے مسلمانوں پر مصائب ڈھانے والے بھی لوگ ہیں اس میں شک نہیں کہ دنیا کے اندر فساد لگانا اور دنیا کے لانے کا سب سے بڑا سبب انگریز قوم ہی ہے اور شیخ مفتی امین الحسینی کی بڑی زوردار تعریف کرتے رہے اتنی پاکیزگی اور دست و شکم کے اعتبار سے احتیاط و نزاہت کی شہادت دیتے رہے مسجد اقصیٰ اور قدس کے جن لوگوں سے ہم ملے سب کو مفتی صاحب کی تعریف کرتے پایا اور ان ... و فریضہ ... میں مسجد اقصیٰ گیا دوپہر کے وقت تک لکھنے میں مشغول رہا۔

مسجد اقصیٰ کے آثار کی زیارت

عصر کی نماز کے بعد ہم شیخ ... حسینی

سے ملے انھوں نے ہم کو ان دیواروں کے پاس گھمایا جن کو انگریزی میں یہودیوں کے رونے کی مذہبی جگہ کہا جاتا ہے، انھوں نے ہم کو بتایا کہ یہود کے اصول تورات کے جو دس احکام ضائع ہوئے ان کا عقیدہ ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے کسی حصہ میں کھوئے ہیں اور کہیں دب گئے ہیں چونکہ اندر ان کا داخلہ منع ہے اسی لئے اس لئے وہ اس دیوار کے پاس کھڑے ہو کر روتے ہیں یہ دیوار قدیم فصیل کا ایک باقی ماندہ حصہ ہے۔

ہم لوگ شیخ کے ساتھ بڑے تہ خانہ میں اترے جہاں عظیم الشان تعمیر اور ... اونچے ستون ہیں۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصطبل تھے۔ ہم لوگ مسجد اقصیٰ کی چہار دیواری کے اردگرد گھومے اس کا اکثر حصہ رہنے والوں سے خالی اور ویران و سنسان ہے، یہ مسجد ... کا علاقہ تقسیم سے پہلے عربوں سے آباد اور رہنے والوں سے بھرا ہوا تھا۔

ہم لوگ مسجد کے جنوبی گوشے میں واقع اخوان المسلمین کے مرکز میں داخل ہوئے یہ موتمر عالم اسلامی کا مرکز تھا، ہم لوگ اخوان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

الہیئۃ العلمیۃ الاسلامیۃ کے اجتماع میں:

صبح ۹ بجے ہم لوگ ہیئۃ العلمیۃ الاسلامیۃ کے جلسہ میں شرکت کے لئے مرکز اوقاف میں حاضر ہوئے یہ المجلس الاسلامی الاعلیٰ کی عمارت ہے جو پورے فلسطین کی اسلامی زندگی کی نگرانی کرتی تھی اور مفتی امین الحسینی کی زیر صدارت اوقاف اور دینی معاملات کو چلاتی تھی، وہی عمارت اس وقت اوقاف کا دفتر ہے اور اسی میں مجلس کے جلسے ہوتے ہیں کیسی سچی تصویر ہے اس آیت کی تلک الایام نداولہا بین الناس۔

ہم ان دنوں کو لوگوں میں الٹتے پھیرتے رہتے ہیں، استاد اسعد الحسینی نے مجھے مجلس کے صدر الشیخ محمد الامین الشنقیطی کی طرف بڑھایا وہ اردن حکومت کے وزیر کے رتبہ کے آدمی ہیں اور جلالۃ الملک عبداللہ کے معاون ہیں، اس سے قبل وہ وزیر تعلیم اور چیف جسٹس تھے۔

جلسہ میں میری تقریر:

شیخ شنقیطی مجھ سے بنا رضا و خیر مقدم کے الفاظ کے ساتھ ملے اور ہندوستان اور وہاں کے علماء ان کی کوششوں اور جہاد کی تعریف کی اور مجھے مجلس کے اراکین کی طرف بڑھایا۔ اور مجھ سے فرمایا کہ جو میرے دل میں آئے اور ان کے لئے مفید سمجھوں گفتگو کروں۔ چنانچہ میں نے چند گز ... نے ملک میں ان کو توجہ کرنے علماء کو ان سے ... قائم کرنے اور ... دینی دعوت پھیلانے اور دینی روح ابھارنے اور عزت اسلام کا جذبہ پیدا کرنے

کو کہا، تاکہ وہ ان سخت حالات کا مقابلہ کر سکیں اور صیہونیت و کمیونزم کی تحریک کا مقابلہ کر سکیں، جو جاہ گمنامی کی وجہ کے نام سے ان میں بڑی سرگرمی کے ساتھ جاری ہے ......

...... تاکہ وہ اس مصیبت کو جھیل سکیں اور مومنانہ و مجاہدانہ شان کے ساتھ اس منزل سے گذر سکیں میں نے ان سے کہا کہ یہ حالات وقتی ہیں زیادہ دنوں تک نہ رہیں گے جن کا مقابلہ ایسے قومی ایمان، اور گہرے دعوتی نشاط ذوق و شوق ہی سے کیا جا سکتا ہے جس کے نتیجے والے کو مجنون دیوانہ کہا جائے۔ میں نے ان سے ہندوستان کے دعوتی مراحل کا ذکر کیا جو میرے رسالہ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الہند وتطورہا کا خلاصہ تھا۔ شیخ شنقیطی نے مناسب جوابی تقریر کی اور میرا شکریہ ادا کیا اور اس جذبہ کی قدر کرنے کا وعدہ کیا۔

الہیئۃ العلمیۃ الاسلامیۃ کے متعلق کچھ معلومات

مناسب ہوگا کہ میں الہیئۃ العلمیۃ الاسلامیۃ کا تعارف کرا دوں، جیسا کہ مجھکو استاذ سعد الحسینی سے معلوم ہوا ہے، اس مجلس کی تشکیل سنہ ۱۹۵۰ء اپریل کے مہینہ میں ہوئی اس کے مقاصد و فرائض جیسا کہ اس کے بنیادی قانون میں درج ہیں یہ حکومت میں علماء کا مقام پیدا کرنا، فضائل و حسن و اخلاق کی دعوت پھیلانا ہے۔ واعظ و ارشاد کے کام کو منظم کرنا ہے۔ لفظ عالم کے مفہوم کو متعین کرنا اور جن پر اطلاق ہوتا ہے ان کا تعین کرنا اس کا بجٹ سنہ ۱۹۵۱ء میں ۳۰۰۰ اردنی دینار تھا جو ۵۰۰۰ء روپیہ کے برابر ہوتا ہے اس کے گیارہ رکن ہیں جو عالم ہیں اور اردنی مملکت کے ... علماء میں سے ہیں۔

میں نے سنا کہ بادت وہ اس مجلس کا خصوصی خیال رکھتے ہیں جس جلسہ میں مجھکو حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اس میں مجلس کے آٹھ رکن موجود تھے۔

۵ ... ھ مطابق ... ۱۹۵۱ء

عمان میں

عصر جدید اخوان کے صدر عبدالحلیب ... سے ملنے کے لئے ہم لوگ اخوان کے مرکز کی طرف گئے۔ ... میں ان سے ہمارا تعارف ہو چکا تھا۔ وہ نہ ملے تو ہم ٹہلتے ہوئے جامع کبیر کی طرف چلے اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ سید مجددی مسجد کی طرف نماز پڑھنے آ رہے ہیں۔

سید مجددی کی ملاقات

جب وہ ... نماز پڑھ کر نکلے تو ہم لوگ ان سے ملے اس بے وہم و گمان ملاقات سے ہم سب کو خوشی ...

عزائم و دواعی حق کے ساتھ

ایک ایمان افروز واقعہ

استاذ علی الطنطاوی
ترجمانی: ... عظیم صدیقی

دمشق میں کسی محلہ میں ایک دن شیخ کے درس میں شور مچ گیا کہ حاکم وقت ابراہیم پاشا شام کے مشہور عالم شیخ سعید الحلبی کی زیارت کے لئے آرہا ہے۔ ابراہیم پاشا اپنے ظلم و جبر کی وجہ سے پورے شام میں مشہور تھا۔ اس کے ظلم کا یہ حال تھا کہ اکثر لوگوں تک آتے سے پہلے اس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور وہ شام کا حاکم بھی تھا۔ اور یہاں اس کے آنے کی خبر سن کر محلہ والوں کے ہوش اڑ گئے۔ سب کے ذہنوں میں یہ بات سوالیہ نشان بن کر ابھرنے لگی کہ شیخ سعید دنیا داروں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے وہ کسی بادشاہ کو عزت اس کی بادشاہت کی وجہ سے نہیں دیتے اور نہ کسی مالدار کی اس کے مال کی وجہ سے۔ شیخ ظاہر کے بجائے صرف باطن کو دیکھتے تھے ایمان کو پرکھتے اور علم کا جائزہ لیتے تھے اسلئے کہ وہ حقیقت شناس تھے اور حقیقت پانے والا ظاہر کی طرف کبھی نہیں جھکتا ہے۔

پس کہ لوگ شیخ کے متعلق اندیشہ کرنے لگے کہ خدا نخواستہ کوئی بات پاشا کے مزاج کے خلاف نہ ہو جائے ــــ کاش کوئی ... کاش کہ وہ خود پاشا کی منت سماجت کرتے اور آنے سے باز رکھتے ــــ لیکن اصل معاملہ تو یہ تھا ان بیچاروں کا خیال پاشا کے پاس کیا گذرے؟ وہ تو دس پردوں کے اندر پہرے داروں اور سپاہیوں کے جھرمٹ میں رہتا ہے وہاں پہنچنے کی کوشش کرنا خود موت کو دعوت دینا ہے ــــ پھر پاشا آتا کہ شیخ کو ہی سمجھا دیا جائے۔ لیکن شیخ بھی کسی بادشاہ سے کم نہ تھے۔ ان کی ہیبت کے آگے کسی کی کیا مجال کہ ان کے سامنے لب کشائی کرے تعجب ان کا پاسبان ... ان کے ہم نشین!

دوسری طرف لوگ محلہ کو سجانے میں مشغول تھے تو شیخ کی مجلس کی ہر چیز کو ترتیب دیا جا رہا تھا ایک طرف شاندار قالین بچھائے جا رہے تھے تو دوسری طرف جھنڈے لہرائے جا رہے تھے۔ غرضیکہ ہر طرح کی سجاوٹ مسجد کے پیچھے پیچھے مکمل کر لی گئی۔

پاشا مقررہ وقت پر آن بان کے ساتھ ایک بڑے جلوس کے جلو میں محلہ میں داخل ہوا اور آہستہ آہستہ مسجد کے دروازے تک آ پہنچا۔ دروازہ اتفاق سے کافی چھوٹا تھا جس میں پورے جلوس کا بیک وقت داخل ہونا ممکن تھا گویا کہ دروازہ خود کے نیچے میں پاشا کو چیلنج کر رہا ہو کہ یا تو تم خود لوٹ جاؤ یا اپنی دنیا کو واپس کر دو۔ اگر خدا کے گھر میں داخل ہونا ہے تو حقیقت خدا اور فرمانبردار داخل ہو ورنہ ــــ!

پہلے پاشا کچھ رکا لیکن پھر اپنے خادموں اور دربانوں کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کرتے ہوئے مسجد میں پیدل داخل ہو گیا۔ شیخ چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے جس پر درویشانہ انداز کا ایک کمبل بچھا ہوا تھا۔ شیخ اپنی عادت پر پیر پھیلائے ہوئے بیٹھے تقریر جاری تھی۔

جب مومن خدا کے صحیح معنوں میں ڈرنے لگتا ہے تو ساری دنیا اس سے ڈرنے لگتی ہے اس لئے کہ اللہ کی کبریائی کا تصور بڑھنے کا اس کی نگاہوں میں بیچ بادشاہ کو بھی کہ وہ کلمۂ اللہ اکبر کا اقرار کر چکا ہوتا ہے! اس کلمہ میں ایک بہت بڑا راز پنہاں ہے مسلمان اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے اس کو صرف زبان سے دہراتا ہے دل اس کی حقیقت سے ناآشنا ہوتا ہے جبکہ کلمہ صرف کان میں روزانہ ۵۰ بار گونجتا ہے۔ صرف اس لئے کہ مسلمان سمجھ لے کہ دنیا میں خدا کے سوا کوئی بڑا نہیں اور وہ جب اس کے ساتھ ہو تو اس کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔ اس لئے پھر کسی کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے نہ تو بادشاہ کی اور نہ ــــ! مگر مسلمان اس کلمہ کی حقیقت سے ناآشنا ہو جائے تو اس کے نزدیک رسوائی، دولت، در بدری کے کوئی معنی نہیں؟

حلقہ کے ایک گوشے سے کسی شخص نے سوال کیا: اگر بادشاہ اس کو قتل کر دے تو؟

شیخ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: سبحان اللہ کیا مسلمان بھی قتل سے ڈرتا ہے یا موت سے گھبراتا ہے۔ موت تو دنیوی زندگی کے خاتمہ کا نام ہے اور اس معنی میں موت کا ذکر ہوا ہے کہ مومن کی مثال اس شخص جیسی ہے جو سفر کی تیاری کر رہا ہے اور ٹرین کے انتظار میں مست مست اس پر سوار ہو رہا ہو۔ چنانچہ وہ موت سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے وہ ایک طویل عرصہ کے بعد وطن جا رہا ہو۔ سب جانتے ہیں کہ جس کا یہ حال ہو گا اس کی موت، موت نہیں بلکہ وہ اس کے حق میں نئی زندگی کا پیغام اور آغاز ہے۔ ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہی جائے۔

پاشا حلقہ میں ایک کنارے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے چڑھے ہوئے تھے اور ناپسندیدگی کے آثار چہرہ پر نمایاں تھے اسی دوران شیخ نے اس پر نظر ڈالی اور اسے ایک عامی سمجھتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ شیخ کے رعب کی وجہ سے پاشا قابو میں نہ رہ سکا اور جھنجھلا گیا ــــ پھر مجمع کو بچارگی کی نگاہوں سے دیکھنے لگا گویا کہ وہ مجمع سے اپنے اکرام و احترام کا طالب ہو اور وہ انتظار کر رہا ہو کہ لوگ اس کے احترام کے لئے کھڑے ہوں اور صف بستہ آداب بجا لائیں لیکن لگتے معلوم نہ تھا کہ ان لوگوں کی دنیا ہی اور ہے شیخ نے ان کو اس قدر بلندی پر پہنچا دیا ہے کہ دنیا اس کی نگاہوں میں ہیچ ہو چکی ہے جیسے کوئی ہوائی جہاز سے زمین کو دیکھ رہا ہو۔ لیکن بات تو یہ ہے کہ یہ تلامذہ اس وقت پاشا کو ذرۂ ناچیز تصور کر رہے تھے۔ ذرہ کی کون پرواہ کرتا ہے!

پاشا نے مجلس پر ایک بار پھر نظر ڈالی اس بار اس کی نگاہ شیخ کے پیر پر ٹھہر گئی جو کہ اس کی طرف پھیلا ہوا تھا اس سے اس کے پندار و نخوت کو اور زیادہ ٹھیس پہنچی گویا کہ وہ پیر کو علامت تعجب سمجھ رہا ہو جو اس کی طرف منسوب کر دی گئی ہو۔ اس پر یہ بہت گراں گذرا گویا کہ اس پیر کو وہ اپنی آنکھوں میں محسوس کر رہا ہو اس لئے بیتاب ہو کر پھر ایک بار پھر نظر دوڑائی کہ کاش کوئی تلوار سے کر بڑھتا اور پیر کا کام تمام کر دیتا ــــ پاشا اب تک صرف اپنی ادنیٰ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس لئے کہ ابھی اس کے دل کی نگاہیں نہیں کھلی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں شیخ کی خانقاہ کا اپنے عالیشان محل کا موازنہ کر رہا تھا۔ اسی طرح شیخ کے شاگردوں کا موازنہ اپنی فوج سے کر رہا تھا۔ لہٰذا اسے یقین تھا کہ شیخ کی ساری کائنات اس کی تلوار کے سامنے ایک منٹ نہ ٹک سکے گی جب کہ اس تلوار کی تاب حکومت عثمانیہ جیسی عظیم الشان حکومت نہ لا سکی۔ پاشا اس وقت اس ناواقف شیر کی طرح سوچ رہا تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ ایک دن کچھار میں اسے ایک بم پڑا ہوا ملا۔ اس کو بڑی حیرت ہوئی اس نے بڑے حقارت آمیز لہجہ میں کہا: لعنت ہے تجھ پر! تو کیا جانور ہے؟ ہائے بے چارگی ہائے بے مائیگی! کیا اس قدر کمزور دبلے پتلے واقع کیا ہوئے۔ اور پنجے کہاں گئے؟ یہ کہتے ہوئے اس نے حقارت سے بم کو ایک ٹھوکر رسید کی ...... اور بم پھٹ پڑا ــــ ادھر بم کا پھٹنا تھا کہ ادھر بیچارے کی طرف سے بھی دھماکہ ہوا اور شیخ کی تقریر نے ان الفاظ میں ایک عبارت اختیار کیا۔

یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ اگر کسی انسان

کو درندہ مخلوق بنا دیتا ہے بیک وقت اس میں فرشتہ صفتی ہے اور شیطنت بھی۔ جس کی زندگی کا مقصد محض خواہش پرستی ہو اور وہ اس کے حصول میں حلال و حرام کی پرواہ نہ کرتا ہو تو وہ یقیناً شیطان ہے اور جانور بھی اس سے بہتر ہے اس کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہی ہے۔ اس کے برخلاف جو دنیا میں اس طرح زندگی گزارے گویا وہ کسی مدرسہ کا طالب علم ہو اور فضائل و اخلاق کی تکمیل کر رہا ہو در حقیقت انسان کہلانے کا مستحق وہی ہے۔ ایسے انسان کا رہنما اس کا دل ہے اسے کسی مزید پند و نصیحت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا دل خود اسے خیر کی راہ دکھاتا ہے۔

ایسے شخص کا بدلہ جنت ہے۔ جنت ایک ایسی چیز ہے جو صرف امید و تمنا سے ایسا حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لئے کوشش و محنت کی ضرورت ہوتی ہے ــــــ فرض کیجئے کہ کسی طالب علم نے اپنا پورا سال کھیل کود میں گنوا دیا اور اس کے باوجود کامیابی کی تمنا رکھتا ہے۔ تو کیا واقعی کامیاب ہوگا؟ اسی طرح اگر کوئی ملاح اپنے جال کو استعمال نہ کرے بلکہ گھر کے کسی گوشہ میں چھپ کر آئے تو آپ خود فیصلہ کیجئے کہ کیا مچھلیاں اس کے پاس تشریف لے کر آجائیں گی کہ لو مجھے کھالو؟

کسی گوشہ سے ایک شخص نے اٹھ کر سوال کیا حضرت آج کل دلوں میں سختی آگئی ہے اس کا کیا علاج ہے؟

شیخ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا شیطان انسان کو اس کے کمال کا احساس دلا کر غالب آتا ہے۔ بس اپنے نفس کو نقص کا احساس دلاتے رہو صحت میں مرض کو یاد رکھو اور زندگی میں موت کا مراقبہ کرو ــــــ ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ جب ان کا دل سخت پڑ جاتا تو فوراً اسپتال کا رخ کرتے یا قبرستان چلے جاتے ــــــ بس تم بھی اپنے نفس کو مرض و موت کا خوف دلاتے رہو حقیقت تو یہ ہے کہ مومن کے حق میں بہتری اسی وقت تک ہے جب تک کہ وہ خوف و امید کے درمیان ہو جیسا کہ اگر خوف نا امیدی سے کوئی ایک زیادہ ہو تو سمجھ لو کہ خطرہ ہے ــــ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ بعض بزرگ اپنا ہاتھ چراغ کے پاس لے جا کر کہتے: اے دل! جب تو اس آگ کو نہ برداشت کر سکا تو جہنم کی آگ کو بھلا کیسے برداشت کرے گا ــــ مومن کے دل میں جب بھی کوئی خواہش نفسانی سر اٹھاتی ہے تو وہ اسے یا تو جنت کی نہر سے ٹھنڈا کر دیتا ہے یا جہنم کی آگ سے جلا کر خاکستر کر دیتا ہے اور اس سے نجات پا جاتا ہے۔

انسان عقل کے بغیر انسان نہیں اور انسان کا وجود کیسے ہو سکتا ہے اگر ایمان نہ ہو؟ اگر انسان ایمان کی دولت سے سرفراز نہیں تو وہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ اس کی ابتداء ایک گندے قطرے سے ہوئی ہے اور انتہائی بدبودار نعش

ہے۔ مسکنت کا بھی ایک لطف ہوتا ہے چنانچہ جس کو اس لذت کا شعور ہوا اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے مائیگی و بے حقیقتی کو یاد رکھنا چاہئے اور یہ یاد رکھئے کہ قوی ترین بادشاہ نمرود کو خدائے تعالیٰ نے کمزور ترین مخلوق سے ہلاک کیا۔ ہائے افسوس اس مخلوق پر جس کی پیدائش مٹی سے ہوا اور اس کا انجام بھی مٹی ہو۔"

شیخ تقریر کر رہے تھے اور بادشاہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ گویا وہ ایک تاریک کمرہ میں تھا اب وہ کھلی فضا میں آیا ہے۔ اور گویا شیخ اس پر سورج کی مانند اپنی نورانی کرنیں بکھیرتے ہوئے طلوع ہوئے ہوں جس کی روشنی میں وہ خود کو دیکھ کر انتہائی کمزور سمجھنے لگا۔ بادشاہ جیسا ظالم و متکبر حکمران شیخ سے مرعوب ہو کر وہ اپنے کو شیخ کے تمام شاگردوں میں سب سے کمتر سمجھ رہا تھا۔ اس لئے کہ ان کو شیخ کی صحبت کا زیادہ موقع ملا تھا اب شیخ کا پیر بھی اس کے ذہن کو منتشر نہیں کر رہا تھا اگرچہ جب سابق پیر پھیلائے ہوئے تھے ــــ بلکہ پیر کو اب اس تنکے کی مانند سمجھ رہا تھا جس سے ڈوبنے والے کو سہارا ملتا ہے۔ بادشاہ خیالات میں غرق تھا۔ اب وہ شیخ کا ہم خیال ہو چکا تھا۔ شیخ کو وہ سراپا حقیقت سمجھ رہا تھا جس نے انسان کا روپ دھار لیا ہو۔

جب بادشاہ چلا گیا تو اس نے شیخ کے پاس ایک ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیجی۔ قاصد تھیلی لے کر حاضر ہوا اور خدمت میں پیش کیا تو شیخ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "اپنے آقا کو سلام کہہ دینا اور کہہ دینا کہ جو شخص پیر پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا۔"

ندوہ برادری

دار العلوم ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل علماء اور فیض یافتہ حضرات مختلف شہروں اور قریوں میں بکھرے ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب ایک رشتہ میں منسلک ہوں۔ ندوی احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پتوں سے مطلع کریں تاکہ ان سے رابطہ قائم کیا جا سکے۔ اور کوشش کی جائے کہ علیہ قدیم کا ٹوٹا نظام پھر قائم ہو سکے۔

اگر کہیں ندوہ برادری کا کوئی حلقہ قائم ہو تو وہ اپنے حالات اور مناظر سے مطلع کرتے رہیں۔

فقط

عبدالسلام ندوائی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولائے کل

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را
وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
(علامہ اقبال)

پیارے بچوں کا پیارا رسالہ
ماہنامہ جنت کا پھول رامپور
ایڈیٹر: خلیق محمودی ایم اے
◉ ہلکے پھلکے اصلاحی مضامین ◉ نیکی پر ابھارنے والی مزیدار کہانیاں ◉ اخلاقی نظمیں ◉ تعمیری چٹکلے، ڈرامے، بھول بھلیاں اور پہیلیاں ◉ ذہنی تربیت کے لیے بچوں کی دلچسپی کی اور بہت سی چیزیں۔
ایجنٹ حضرات ایجنسی کے لیے لکھیں۔ خریدار صاحبان اپنے مقامی ایجنٹوں سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہمیں لکھیں۔
سالانہ چندہ: آٹھ روپے Rs.8/- ایک پرچہ پچھتر پیسے 75
منیجر ماہنامہ "جنت کا پھول" گوریا تالاب، رامپور یوپی

جہاں مسلمان بستے ہیں

ماریشس

سید سلمان حسنی

بحر ہند کا پرسکون جزیرہ ماریشس جہاں کے باشندوں میں اسلام کی اشاعت تاجروں کے ذریعہ ہوئی۔

جزیرہ ماریشس بحر ہند میں واقع ہے۔ اس کی مربع مسافت ۷۲۰ میل ہے۔ تقریباً سات لاکھ کی آبادی ہے۔ ہندوستان سے ۵۵۰۰ میل کی دوری پر واقع ہے۔ ماضی کے ادوار میں باہر کے لوگوں نے بھی اس جزیرہ کا رخ کیا اور اقامت اختیار کر کے اس جزیرہ کے باشندے ہو گئے جیسے ہندوستانی فرانسیسی اور انگریز سب ہی تو یہاں موجود ہیں۔ حکومت ہالینڈ نے اولاً سے آباد کیا۔ پھر یکے بعد دیگرے پرتگال فرانسیسی اور انگریزی حکومتیں اس پر قابض ہوئیں۔ ۱۸۱۰ء میں برطانیہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس تاریخ سے برطانیہ کے زیر اقتدار رہا۔

ماریشس کا ایک حکمراں ہے۔ ایک قانون ساز مجلس جو چند مددگاروں اور منتخب ممبران پر مشتمل ہے۔ حکمراں کی معاون ہے۔

اسلام کی آمد

ماریشس میں اسلام انہیں تاجروں کے ذریعہ پہونچا جنھوں نے ترکی اور جنوبی افریقہ کے مختلف جزیروں میں اسلام کی دعوت پہونچائی۔ عرب کے تاجر اپنے ساز و سامان کے ساتھ اسلام کی دعوت بھی اپنے ساتھ لے گئے اور تاجروں کے روپ میں داعیوں کا سچا اور پختہ کردار ادا کیا۔ اسلام جزیرہ میں پھیلا لیکن مقامی باشندوں کی دوسری گمراہی کے باعث پورے جزیرہ کو مسخر نہ کر سکا۔ یہ مسلمان عرب تاجر اصلی باشندوں میں مل کر جزیرہ ہی کے ہو گئے۔ ایک اسلامی معاشرے کی بنیاد پڑی۔ جا بجا مسجدیں تعمیر کی گئیں، جہاں تک کہ کئی مسجدیں ایسی تعمیر کی گئیں جن میں ابتدائی اسلامی تعلیم اور قرآنی تعلیم کے درجات کھول دیئے گئے۔ عرب جزیرہ کی راجدھانی پورٹ لوئس میں کچھ مسجدیں تیار ہو گئیں۔

ماریشس کے باشندوں کی سرکاری مردم شماری اب تک نہ ہو سکنے کے سبب مسلمانوں کی صحیح آبادی کا تقریبی اندازہ ہی لگایا جا سکتا ہے۔ اندازہ لگانے والوں نے ۵۰ ہزار، ۱۱۰ ہزار، ۱۲۰ ہزار تک اندازہ لگایا ہے لیکن یہ طے ہے کہ مسلمان اقلیت میں ہیں۔ اسلامی رفاہی سوسائٹی کے ناظم اعلیٰ سید احمد علی کا بیان ہے کہ جزیرہ ماریشس میں مسلمانوں کے حالات کچھ بہتر نہیں۔ مسلمان پارٹیوں، فرقوں اور مختلف جماعتوں میں بٹ گئے ہیں۔ تقریبی طور پر کل باشندوں اور مسلمانوں کا مندرجہ ذیل یہ تناسب معلوم ہوتا ہے۔

ہندو	۴۰۰،۰۰۰	آبادی
عیسائی	۲۰۰،۰۰۰	〃
مسلمان	۱۱۰،۰۰۰	〃
چینی	۳۰،۰۰۰	〃
دوسرے مذاہب	۵۰،۰۰۰	〃
ٹوٹل	۷۰۰،۰۰۰	

بکثرت مسلمان بلکہ تقریباً کل مسلم آبادی وہ ہے جو ہجرت کر کے وہاں پہونچی ہے۔ ہندوستان اور دیگر ممالک سے ہجرت کرنے والے بہت سے مسلمانوں نے یہیں بود و باش اختیار کر لی۔ مسلمانوں کی معاشی حالت بہت ابتر نہیں ہے اگرچہ ایک بڑی تعداد کی اقتصادی زندگی تنگی سے ہے۔ آبادی کا ایک بڑا حصہ غربا پر مشتمل ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامیہ کالج کے کثیر طلبہ غیر مسلم ہیں۔ اسلامیہ کالج کے غیر مسلم طلبہ ۹۰ فیصدی ہیں جس سے کہ مسلمانوں میں اس کے مصارف کا بار جزیرہ ماریشس نہیں کا کالج جس کا مطالعہ کرتا ہے اور لڑکوں کا کالج بھی زیر تعلیم ہیں لیکن ان کی تعداد مختصر ہے۔ جزیرہ ماریشس کے مسلم باشندوں کی مالی حالت کی ابتری کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اس جزیرہ سے جانے والے حجاج کسی سال بھی ۱۲ سے آگے نہیں بڑھتے۔ قرآنی علم سے بھی دور دور رکھا۔ جہالت زیادہ عام ہے۔ دین سے ناواقفیت کی وجہ یہ ہے کہ علماء و واعظین کی کمی ہے۔ اساتذہ اور معلم بھی خال خال ہیں۔ عوام علم دین سے بے بہرہ اوہام و خرافات میں زیادہ گرفتار ہیں۔

جزیرہ ماریشس کے شہروں اور دیہاتوں میں مسلمان آبادی ہے۔ جہاں بھی مسلم آبادی ہے وہاں چند مسجدیں اور ایک آدھ مدرسہ بھی ہے۔ لیکن یہ مدارس لائق استادوں اور دینی کتابوں، اسلامی لٹریچر اور عربی تعلیم کی تعلیم کے سلسلہ میں خاص توجہ کے محتاج ہیں۔

غیر مسلم اور مسلمانوں اور اسی طرح مذہب اسلام اور دوسرے مذہبوں میں ایک کشمکش کی کیفیت ہے۔ اتحاد و تعاون مفقود ہے۔ ہندوؤں کو سیاست میں بڑا عمل دخل حاصل ہے اور عام طور پر تعداد کی کثرت کے سبب انہیں کا اقتدار ہے۔ چینی باشندے اگرچہ تعداد میں کم ہیں لیکن معاشی قوت عموماً انہیں کے ہاتھوں میں ہے۔ خاص طور پر ماریشس کی راجدھانی میں چینیوں کو اقتصادی طاقت میسر ہے۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ مسلمان اشتراکی مزدور پارٹی کے دھارے میں بہتے جا رہے ہیں۔ اس اشتراکی پارٹی اور دوسری مختلف پارٹیوں ——— پر ہندوؤں کو بالادستی حاصل ہے ———۔

ماریشس کی اسلامی انجمن کے صدر محمود حسین کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت اور مستقبل تاریک نظر آتا ہے۔ ماریشس میں مسلمانوں کا ایک یتیم خانہ ہے جس میں تقریباً سو کی تعداد میں یتیم بچے زیر تربیت ہیں۔ اس یتیم خانہ کی بنیاد علامہ عبدالعلیم مرحوم نے ڈالی تھی۔ حکومت بھی اس یتیم خانہ کی مدد کرتی ہے۔ حکومت کی طرف سے ہر یتیم کے لئے ماہوار تیس روپے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

۱۹۵۶ء میں بعض نوجوان مسلمانوں کو ماریشس کے مسلمانوں کی عام پستی و انحطاط کا شدید احساس ہوا۔ انہوں نے ایک اسلامی تنظیم کی بنیاد رکھی جو مسلمانوں کے لئے رفاہ عام کا کام دے اور مسلمانوں کے مصالح میں مال و دولت صرف کرے۔ اس اسلامی تنظیم کا مرکز ماریشس کی راجدھانی میں ہے اور کچھ شاخیں شہروں اور گاؤں میں ہیں۔

ماریشس میں اسلامی انجمنیں اور کمیٹیاں بھی ہیں جو ایک مختصر سے دائرہ میں زکوٰۃ کی وصولی اور ادائیگی کا کام کرتی ہیں۔ ساتھ ساتھ نادار مسلمانوں کے کفن دفن کا بھی انتظام کرتی ہیں۔ اسی طرح پرائمری اسکولوں میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی تعلیم سکنڈری اسکولوں میں بھی جاری رکھیں۔ یہ انجمنیں مفید اور مختصر کتابیں بھی تقسیم کرتی ہیں۔

نوجوان لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کچھ انجمنوں نے مدارس کا بار اٹھایا ہے۔ جہاں لڑکیوں کو سینا پرونا، بننا، کاڑھنا

رنگ اور مختلف قبائل میں نسل پایا جاتا ہے۔ یہ ساری انجمنیں اسلامی رفاہی کی ساتھ کے ماتحت کام کر رہی ہیں۔

ماریشس کی قانون ساز مجلس حکومت چلانے میں حکمران کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔ یہ مجلس ۷۰ ممبروں پر مشتمل ہے۔ جن میں ۶۲ مجلس قانون ساز میں ممبر منتخب ہو کر آتے ہیں۔ ۸ حکومت کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور تین ممبران خاص گورنمنٹ کے آدمی ہوتے ہیں۔ مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کے ۹ منتخب ممبر حکومت میں نمائندگی کرتے ہیں جن میں ۳ وزیر ہیں۔ حق انتخاب ہر شخص کو حاصل ہے ہر پانچ سال پر الیکشن ہوتا ہے۔ جس پارٹی کو الیکشن میں کوئی کرسی حاصل نہیں ہوتی اس کے کسی ممبر کو منتخب کر لینے کا حق حکمراں کو دیا گیا ہے چونکہ مسلمان ممبر اقلیت میں ہیں اس لئے کوئی نمایاں کام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں۔

عیسائی مشنری :- عیسائیوں کو اگرچہ بڑی اکثریت نہیں حاصل ہے تاہم ان کی مشنری کا سارے عالم میں مذہبی وفود بھیجنے میں جا و چوبند ہے۔ عیسائی مشنری نے جگہ جگہ منظم باقاعدہ اور اعلیٰ اسکول بنا رکھے ہیں، عام طور پر لوگ ان کے اعلیٰ تعلیمی نظام سے متاثر ہو کر اپنے لڑکوں کے لئے انہیں اسکولوں کو اختیار کرتے ہیں، ان عیسائی اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کی ایک بھاری تعداد موجود ہے۔ ماریشس میں ۱۵۳ عیسائی مبلغ مسیحی پیغام کو جگہ جگہ پہنچانے میں شدو مد سے کام کر رہے ہیں۔ ۲۲۲ عیسائی راہب بھی برسر پیکار نظر آتے ہیں۔

قادیانیت :- آج سے پچاس برس پہلے قادیانیت نے اس جزیرہ کو بھی اپنے غلط اور بیہودہ تعلیمات کا نشانہ بنایا۔ ماریشس میں قادیانیت سے متعلق لوگوں کی تعداد ۱۰۰۰ سے کم نہیں ہے۔ قادیانی مغرب کی تہذیب کے پروردہ ہیں، حکومت میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں، یہ لوگ اسلام کے دعویدار ہیں حالانکہ ان کا اسلام سے واسطہ نہیں، وہ احمد قادیانی نامی جھوٹے نبی کی تعلیمات کو دل و جان سے لگائے ہیں، لاہور میں ایک مشہور جگہ ربوہ نامی ہے یہ قادیانی اسے قدر کی نظر سے بلند و بالا سمجھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ فرقہ انگریزوں کے بوئے ہوئے بیجوں میں کا ایک پودا ہے، انگریزوں نے ہند میں اپنی حکومت کے دوران اس فرقہ کی مالی امداد میں کسر اٹھا نہ رکھی، تحریک خلافت میں انگریزوں نے اس فرقے کے ساتھ تعاون کا حق ادا کیا۔ یہ قادیانی ہمیشہ مسلمانوں میں ریشہ دوانی کرتے رہے ان کی کوشش اسی میں صرف ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی تحریکوں کو ان کی دینی عقائد میں شکوک انداز کریں۔ ماریشس میں انہوں نے ایک عبادت گاہ بنائی ہے جسے دار السلام کہتے ہیں۔ قادیانیت ماریشس میں سرگرم عمل ہے ایک موقعہ پر گمراہ فرقے نے ایک لاکھ کتابیں اپنے باطل عقائد کی اشاعت کے لئے مفت تقسیم کیں۔ قادیانیوں میں آپس میں بڑا گٹھ جوڑ ہے وہ ایک دوسرے کا معاون ہے، عجیب بات یہ ہے کہ ان کے پاس زر و دولت کی بہتات ہے، غلط تحریکوں اور باطل عقیدوں کی ترویج و اشاعت میں کتنا ہی روپیہ خرچ کر دیتے ہیں مگر سیم و زر کے سوتے ہیں کہ خشک ہوتے نظر نہیں آتے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ دوسرے ممالک اور خاص طور پر انگریزوں کے اکاؤنٹ کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اور انگریزوں کا تو خاص مقصد ہی ہے کہ اسلام کی عمارت ڈھائی جائے چاہے اس کے لئے جو کچھ برداشت کرنا ہو۔

قادیانیت کے پہلو بہ پہلو عیسائیت اپنے مشن کے فرائض جانفشانی سے ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کر رہی ہے تاہم عیسائیت کا زور قادیانیت سے کم ہے۔

بقیہ عالم اسلام کی خبریں

گیا۔ بلغاریہ کی وزارت خارجہ نے ایک دستہ مسلح پولیس کا صرف اسی کام کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ اسلامی نام تبدیل کرنے کا مطالبہ کریں اور نہ ماننے کی صورت میں ان کو سزا دیں۔

اس تشدد اور زیادتی کے سلسلہ میں ایک کڑی یہ بھی ہے کہ کرستان ' اوز سر لیبنا' کے دو دیہی علاقوں کا محاصرہ کر لیا گیا، گھر توڑے گئے، کتنی مسلمان عورتیں اور کتنے ہی مرد پولیس کی گولیوں کا نشانہ بنے، پولیس کے کتوں کا کھانا بنے کتنی نوجوان لڑکیاں قید خانوں کی بھینٹ چڑھا دی گئیں۔

۱۰ مئی ۱۹۷۳ء کو پانچ ہزار مسلمان ایک مظاہرہ کی شکل میں نکلے، بادوفی پر مسلح دھاوا ہونے لگی رات کو شہر صوفیا کے قریب ''دسکاد'' اسٹیشن پر جیسے ہی پہونچے، پولیس کا ایک زبردست دستہ نے ان بیچاروں مظلوموں مسلمانوں کا ٹینکوں سے محاصرہ کر لیا، اور ان کو بکتر بند گاڑیوں میں بند کر کے شہر بدر کر بھیج دیا اس حادثے کے دو دن بعد پولیس نے ''ابا سکو'' کا محاصرہ کر لیا، ایک آدھ مسلمان جو مقابلہ کے لئے بڑھے تو پولیس فوراً حرکت میں آگئی اور بعض مسلمانوں کو قید کر لیا۔ جن میں مندرجہ ذیل افراد پر قتل کا حکم نافذ کیا گیا۔

(۱) مہری محمد یوسف عمر ۳۰ سال تین بیٹوں کے باپ

(۲) عبد الابراہیم عمر ۲۲ سال انکے بھی دو صاحبزادے ہیں۔

(۳) عمر ابا اسکی عمر ۲۹ سال دو بیٹوں کے پدر نامدار

باقی دوسرے قیدیوں کو ۱۰ سال یا پندرہ سال کی سزائے قید۔ بلغاریہ کی مخالف طاقتوں کا زور زیادہ تر اس پر صرف ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کے نام تبدیل کر دیئے جائیں جو کوئی مسلمان نام بدلنے پر راضی نہ ہو اس کی جان لے کر اسے راضی کیا جائے۔

بلغاریہ کے مخالف تو تمیں مسلمانوں کی مسجدیں منہدم کر رہی ہیں۔ مسلمانوں کو مسجد بنانے اور نماز پڑھنے سے روکتی ہیں پہلے صرف نوجوان روکے جاتے تھے اب بڑے بوڑھوں سے بھی نماز و عبادت کی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں ہر ہر مسلمان کو قوت عمل پیدا کر کے اپنا تحفظ اپنے دین و اسلام کا تحفظ اور اپنے خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کا تحفظ ہر ممکن قوت سے کرنا چاہئے۔

سول ایجنسیاں
اودھ جنرل اسٹور
امین آباد
لکھنؤ
ایس ایم ظہیر اینڈ سنز
چمن گنج
کانپور

عالمِ اسلام کی خبریں

سعودی عرب: سعودی حکومت کے اعلیٰ تعلیمی امور کی بورڈ نے جس کے صدر وزیر تعلیم شیخ حسن عبداللہ ہیں، یہ طے کیا ہے کہ اسلامی دعوتِ عمل میں جس پیمانے پر کوششیں صرف کی جارہی ہیں ان کو ایک خاص محور و مرکز پر جمع کرنا بھی ضروری ہے، خواہ یہ کام مختلف انجمنوں اور کمیٹیوں کے ذریعہ ہو خواہ عوامی پیمانے پر ہو تاکہ منظم طریقہ سے اسلامی شعور کو بیدار کرنے اور اسلامی روح کو پروان چڑھانے کے لئے سودمند اور عام پروگرام رکھے جائیں۔

بورڈ نے یہ بھی طے کیا ہے کہ ایک کانفرنس اعلیٰ معیار پر منعقد کی جائے جس میں امت نئے حالات کا جائزہ لیا جائے، دینی زندگی کی اصلاح کی جائے اور اسلامی کی عام بیداری کو سرگرم طریقہ پر وجود میں لایا جائے۔

قاہرہ: قاہرہ میں مارکسی عناصر کو دور کرنے اور انہیں صحافت سے الگ کرکے دوسرے کاموں پر لگانے اور کچھ دنوں سے عناصر کو بالکلیہ معزول کرنے کی تحریک زور و شور سے چل رہی ہے۔ ابھی چند دنوں میں قاہرہ حکومت نے شہر کے صحافیوں کو دائرۂ صحافت سے ہٹا کر دوسرے کاموں میں لگا دیا، ان صحافیوں میں ایک تعداد وہ بھی تھی جو روزنامہ الاہرام میں کام کر رہی تھی۔

اس سے قبل گذشتہ دو ماہ کے دوران حکومت نے ۱۰۰ اشخاص کو عرب سوشلسٹ یونین کی ممبری سے محروم کر دیا تھا جن میں نصف سے زیادہ اخبار نویس تھے اور صحافتی میدان سے تعلق رکھتے تھے۔

روزنامہ کے مشہور و معروف مدیر احمد بہاء الدین بھی انہیں صحافیوں میں ہیں جن کو معزول کر دیا گیا ہے، اس سے پہلے وہ ہفتہ وار رسالہ المصور کے ایڈیٹر تھے۔ ان اشخاص کو اپنی جگہ سے منتقل کر دیا گیا ہے ان میں سیّد بکر بھی ہیں جن کا قلم عالم عربی پر اظہار خیال میں معروف تبصرہ نگاری تھا، اسی طرح کئی رسالوں کے ایڈیٹروں اور مضمون نگاروں کو بھی منتقل کر دیا گیا۔

وہ پولیس اشخاص جنہیں اشتراکی یونین سے الگ کیا گیا ہے بلکہ منتقل کر دیا گیا ہے اور جن کے ناموں کی فہرست بھی شائع ہو چکی ہے ان کو سوشلسٹ یونین سے منتقل کرنے کا مطلب ہے کہ انہیں تمام عہدوں سے منتقل کر دیا گیا۔ یونین اس سلسلہ میں ماخوذ ہیں کہ انہوں نے بیرونی صحافیوں کے سامنے مصر کو نمونہ پیش کیا ہے۔

شام: شام کے علماء نے حکومت کے سامنے اس بات کا پرزور مطالبہ کیا ہے کہ دستور میں یہ ایکٹ داخل کرنا چاہئے کہ اسلام حکومت کا دین و آئین ہے۔ اس احتجاج کے نتیجہ میں عوام اور مقامی پولیس میں چند جھڑپیں اور کچھ گڑبڑ بھی ہوئی جس کے نتیجہ میں انتالیس جانیں اس احتجاج کی بھینٹ چڑھ گئیں، یہ صورت حال اتنا تو اطمینان پیدا کرتی ہے کہ سوریہ کے عوام برابر اپنی دینی و اسلامی اہمیت محسوس کر رہے ہیں۔ عوام نے اپنی دلی خواہش کا پوری قوت سے اظہار کیا کہ وہ عقیدۃً اور قانوناً مسلمان ہو کر زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ ان کا یہ ہیجان اور اشتعال انگیزی ایک مشت خاک زمین کے کسی ٹکڑے یا کسی لہلہاتی کھیتی کی لالچ میں نہیں، ان کی زندگی اسلام سے مربوط اور ان کی جان اسلامی ابدی روح کے ساتھ پیوستہ ہے۔

اسلام ہی قابل تقلید ہے: سعودی عرب اور یمن نے اسلامی شریعت کو قانون کی بنیاد بنانے کے اقدام کا گرمجوشی سے استقبال کیا ہے۔ دونوں ملکوں نے اپنے گہرے اور پختہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ دونوں ہی دلی آواز مشترک وقت بلند کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اسلامی شریعت کی راہ پر چلنا اور مضبوطی سے پکڑے رہنا ہی نجات کا راستہ ہے اور تخریبی عناصر، تخریبی تحریکوں اور غلط رجحانوں سے اسلامی عربی معاشرہ کو بچانے کا ضامن ہے۔

یمن کے وفد نے جس کی صدارت وزیر اعظم عبداللہ الحجری کر رہے تھے، سعودی مملکت سے گفت و شنید کے بعد اس کا اعلان کیا کہ دونوں ملکوں کی اسلامی شریعت کے تنفیذی پہلو کے نہ صرف رہنما ہی نہیں بلکہ اسلامی قانون کو بالادستی عطا کرنے اور صہیونیت و یہودیت کی ریشہ دوانیوں کی جڑ کاٹنے اور دونوں ملکوں کی طاقت کو ایمان کی بنیاد پر جمع کرنے کے لئے دونوں ہی ملک اتحاد و تعاون سے کام لیں گے۔

سرحدی حدود کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے دونوں ملکوں نے طے کر لیا ہے کہ سرحدی حدود آخری خط فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بحیرۂ قلزم کے عربی جزیرے: قاہرہ کی عربی یونیورسٹی نے روڈیسیا کے عربی جزیروں کا ایک معائنہ کرکے ایک جائزہ تیار کیا ہے۔ بحیرۂ قلزم کے عربی جزیروں کے متعلق یہ جائزہ، بحیرۂ قلزم کے کنارے واقع ہونے والے عربی ممالک سعودی عرب، مصر، اردن، سوڈان اور یمن کی ایک کانفرنس میں پیش کیا جائے گا۔

اس جائزہ سے پتہ چلتا ہے کہ بحیرۂ قلزم میں چند عربی جزیرے ہیں جن میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل جزیرۂ "بریم" ہے جو گذرگاہ "باب المندب" کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے اس جزیرہ کو محل وقوع کی اہمیت بھی حاصل ہے۔

جزیرۂ حانیش "بریم" کے شمال میں واقع ہے اسی طرح جزیرہ "ابوعین" سمندری کشتی بانی اور جہاز رانی میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ جزیرہ "تطبقہ" اور جزیروں کے مقابلہ میں بلندی پر واقع ہے، سمندر کی حفاظت و نگرانی میں اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

بلغاریہ کے مسلمان: بلغاریہ کے مسلمان عالم اسلامی کے ضمیر کو للکارتے ہیں۔ ان کی آواز مظلوم کی دردناک پکار ہے جو انسانی ضمیر سے جنبش کی خواستگار ہے، اور تمام حکومتوں سے اس بات کی فریادی ہے کہ ان کے معاملات و حالات پر غور کیا جائے۔

- مسلمان بچے اسکولوں سے اس لئے واپس کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے اسلامی نام بدلنے کو تیار نہیں۔
- پانچ ہزار مسلمان صرف اس لئے کال کوٹھری میں ٹھونس دیئے جاتے ہیں کہ وہ ظلم و زیادتی اور تخریب کاری کے خلاف آواز حق بلند کرتے ہیں۔
- مسلم نوجوان تختۂ موت پر اس لئے لٹائے جاتے ہیں کہ وہ اپنے دین پر پامردی کے ساتھ قائم ہیں۔ مسلمان ہسپتالوں میں علاج سے محروم کئے جاتے ہیں، ان سے ملازمت کا حق چھینا جاتا ہے۔

بلغاری مسلمان جو اشتراکی ملحدانہ نظام کے تحت زندگی گذارنے پر مجبور کئے جا رہے ہیں، سارے عالم اسلام کے مسلمانوں سے بلغاریہ کے تاریک اور دردانگیز حقائق کے شاکی ہیں، مخالف قوتیں مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں۔

گذشتہ جون اور اگست میں مخالف سرکش قوموں نے "بلقنغراد" کے ملازم مسلمانوں سے اپنے اسلامی نام بدلنے کا مطالبہ کیا، ان کے اس ظالمانہ و جابرانہ مطالبہ کے نہ تسلیم کرنے پر ایک سو پچاس مسلم ملازموں کو ملازمت سے جدا کر دیا گیا۔ ۱۹۶۱ء اور ۱۹۶۲ء کی ابتداء میں بھی ان جابر قوتوں نے کالج و اسکول کے طلبہ سے اسلامی نام تبدیل کرنے کا مطالبہ

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

Regd No L 1981
FORTNIGHTLY
Phone 72945

TAMEER - E - HAYAT

Darululoom Nadwatululama, Lucknow (India)

مکتبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تازہ پیشکش

صدر یار جنگ

مقدمہ :- حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

تالیف :- مولانا شمس تبریز خاں

صدر الصدور مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی بیک وقت ایک جید عالم دین
حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی کے مسترشد، سلطنت آصفیہ حیدرآباد کے صدر اعلیٰ
اور خاندانی رئیس تھے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، ندوۃ العلماء
اور دار المصنفین اعظم گڑھ کی عظیم تحریکات سے تاحیات وابستہ رہے۔ اس کتاب میں
ان اداروں کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ سوانح ملی تاریخ کی ایک اہم کڑی اور
ایک قومی ضرورت کی تکمیل ہے۔ نیز نواب صاحب کے علمی، ادبی کمالات اور ان کے
اسلوب تحریر پر سیر حاصل تبصرہ ہے ——— کتاب نہایت دلچسپ، معلومات افزا
اور سبق آموز ہے۔

کتابت و طباعت اعلیٰ — سائز ۲۰×۲۶ — صفحات ۵۰۰

بہترین ڈسٹ کور — قیمت صرف بارہ روپے

مکتبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ملنے کا پتہ

مکتبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

Printed at Nadwa Press, Lucknow